حفاظت مرکز

Regd. No. L. 5254 —— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم —— رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

فی پرچہ ۱ /

یوم: چہار شنبہ ★ ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۴ھ ★

جلد ۴۴/۹	۲۳ تبلیغ سنہ ۱۳۳۴ھ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۵۵ء	نمبر ۴۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۲ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع منظہر ہے کہ ——— "زخم ابھی ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

کل مورخہ ۲۱ فروری کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی طرف سے امتحان میٹرک میں شامل ہونیوالے طلبہ کو الوداع کہنے کے لئے سکول کے باقی طلبہ کی طرف سے ایک الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ایمان باللہ اخلاق کی ٹھوس بنیاد ہے۔ آپ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی اخلاق سے آراستہ کریں۔ کیونکہ دنیا میں اخلاق کا صحیح نمونہ پیش کئے بغیر اسلام کی تبلیغ ناممکن ہے۔

مصلح موعود کی پیشگوئی اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان تجلّی پر دلالت کرتی ہے

آسمانی نشانات آفتاب نصف النہار کی طرح گواہی دے رہے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں

الٰہی بشارتیں اپنے ساتھ ذمہ داریاں لاتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو ادا کئے بغیر ہم آسمانی برکات سے حصہ نہیں پا سکتے

یوم مصلح موعود کے موقعہ پر ربوہ میں عظیم الشان جلسے کا انعقاد۔ علماء سلسلہ اور دیگر احباب کی ایمان افروز تقاریر

ربوہ۔ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۵۵ء کو جلسہ مصلح موعود میں علماء سلسلہ اور دیگر احباب جماعت نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ یہ پیشگوئی اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان تجلی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا سلسلہ ماضی میں جہاں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک پھیلا ہوا ہے (جب کہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے بارے میں یتزوج و یولد لہ فرما کر مصلح موعود کی بشارت دی) وہاں مستقبل میں اس پیشگوئی کا تعلق غلبۂ اسلام کے اس دور سے ہے۔ کہ جب فی الواقعہ اس دنیا میں ایک دفعہ پھر آسمانی بادشاہت قائم ہوگی۔ اور اس شان سے ہوگی۔ کہ اسے پھر مٹائے نہ مٹایا جا سکیگا فاضل مقررین نے اس امر کو اچھی طرح واضح کرنے کے بعد کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں احباب جماعت کو اُن ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ جنکو ادا کئے بغیر وہ اس بشارت کے تحت ملنے والی آسمانی برکات سے حصہ نہیں پا سکتے:

جلسہ صبح نو بجے مسجد مبارک میں مکرم جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ آغاز کار حافظ محمد رمضان صاحب مولوی فاضل نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اور جناب شبیر احمد صاحب مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ اور عزیز بشیر احمد صاحب نے تقریب کے مناسب حال بعض نظمیں نہایت خوش الحانی سے پڑھیں۔ اس کے بعد مکرم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب نے اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء میں سے پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ اور اس پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے بعدہ مقررین نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف حصوں پر روشنی ڈال کر اس کی عظمت اور اہمیت کو تفصیل سے واضح فرمایا اور اس طرح یہ بابرکت جلسہ اڑھائی گھنٹے تک جاری رہا۔

پیشگوئی کا پس منظر

مکرم مولوی ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے پیشگوئی کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض واضح فرمائی اور بتایا کہ اس غرض کی تکمیل کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ آپ کو ایک نشان رحمت عطا فرمایا۔ ایسا مہتم بالشان نشان کہ جس کے ساتھ دنیا میں غلبۂ اسلام اور آسمانی بادشاہت کے قیام کا ظہور وابستہ تھا یہ نشانِ رحمت گویا کہ اسلام کے روشن مستقبل کی ایک ضمانت تھی۔ اور مخالفین اسلام پر ایک زبردست حجت۔

بعثت کی غرض

دوران تقریر میں آپ نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ آپ دنیا میں اسلام کی عظمت و شوکت کو دوبارہ قائم کریں اور اس دنیا میں بسنے والے تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کا سکہ بٹھائیں آپ جب اس مقصد عظیم کو لے کر دنیا میں مہدی آخرالزمان کے طور پر تشریف لائے تو اس وقت اسلام کی حالت بہت خستہ تھی۔ ہر طرف سے وہ اندرونی ملت کے تیروں کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ آریہ سماج برہمو سماج اور عیسائی پادری وغیرہ اسلام پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ آپ نے ایک بہادر سپاہ سالار کی طرح میدان میں اتر کر ان تمام حملہ آوروں کا منہ توڑ جواب دیا اور اسلام کی ایسی کامیاب مدافعت کی کہ دشمنان اسلام کے سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ عقلی دلائل کے میدان میں آپ نے انہیں ایسا عاجز کیا۔ کہ ان میں مقابلے کی سکت باقی نہ رہی۔ اور اس طرح دنیا پر ثابت ہوگیا۔ کہ صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے

نشان رحمت

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی صاحب نے فرمایا ——— اسلام کی اس فتح مبین کے نتیجے میں بجائے اس کے کہ یہ لوگ اسلام کی حقانیت کے قائل ہوتے۔ انہوں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوم کو ہی اپنے ساتھ ملا کر لوگوں کو آپ سے ملنے آپ کی کتابیں پڑھنے اور آپ کی باتیں سننے سے روکنا شروع کر دیا۔ آپ اس وقت ایک لحاظ سے میدان مار چکے تھے۔ لیکن آپ اس وقتی کامیابی پر اکتفا کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کیونکہ آپ کا مقصد تسخیر قلوب تھا۔ آپ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانا چاہتے تھے آپ کے دل میں ایک تڑپ اور ایک جوش تھا۔ کہ اسلام کی صداقت پھیلے اور دنیا گمراہی کے ظلمتکدہ سے نکلکر اسلام کے حصار عافیت میں داخل ہو۔ آپ چاہتے تھے کہ اسلام کی صداقت کے نشان ظاہر ہوتے چلے جائیں اور تائید و نصرت دین کی ایک ایسی مضبوط بنیاد قائم ہو جائے کہ جس کی مدد سے ایمان و یقین اور فتح مبین کا وہ بیج جو آپ کے ہاتھوں بویا گیا ہے وہ بڑھے پھلے پھولے اور ایسے تناور درخت کی صورت اختیار کرے کہ جس کے سایہ میں ساری دنیا بسیرا کرے۔ اور اس طرح خدا کی بھٹکی ہوئی مخلوق پھر اس کے آستانے پر آگرے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ اسی عالم میں کہ جب فلاح عامہ کا یہ جذبہ پُرجوش اور یہ تڑپ آپ کے دل میں موجزن تھی اور آپ ایک دنیا کو حقیقی اسلام کی طرف بلا رہے تھے۔ قادیان کے آریوں نے آپ سے اسلام کی صداقت کا ایک نشان مانگا چنانچہ آپ نے ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر اختیار کیا اور وہاں چالیس روز اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصیت سے یہ دعائیں کیں کہ وہ اسلام کی صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور ساری دنیا کو اسلام کا گرویدہ بنانے کے لئے ایک خاص نشان رحمت عطا فرمائے۔ سو ہوشیار پور کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے الہام سے مخاطب کرتے ہوئے ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے موسوم ہے اور جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں پوری ہو کر آج اسلام کو چہار دانگ عالم میں [illegible] محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا [illegible] (باقی صفحہ [illegible] پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۵۵ء

اللہ تعالیٰ کا خوف

برطانیہ کی حکومت نے ایک قرطاس ابیض شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ برطانیہ ہائیڈروجن بم تیار کرنے اور اسے ترقی دینے کا کام جاری رکھے گا۔ اور کہ برطانیہ ایٹمی ہتھیار بنانے کے قابل ہے۔ قرطاس ابیض میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ

"ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہمیں بنیادی طور پر دو مقاصد کو پیش نظر رکھنا ہے اول تو ہمیں ایک عالمی جنگ کے خطرے کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاری کرنی ہے۔ اور دوسرے اس خطرے کو ٹالنے کے لئے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لانا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں وسیع پیمانے پر ہائیڈروجن بم کی تیاری ضروری ہے۔"

برطانیہ ۵۶-۱۹۵۵ء میں دفاع پر ایک ارب ۵۳ کروڑ ۷۲ لاکھ پونڈ سٹرلنگ خرچ کرے گی۔"

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حکومت برطانیہ ۵۶-۱۹۵۵ء میں دفاع پر ایک ارب ۵۳ کروڑ ۷۲ لاکھ پونڈ سٹرلنگ خرچ کرے گی۔

یہ حال برطانیہ کا ہی نہیں بلکہ دوسری بڑی دو قوموں امریکہ اور روس کا بھی یہی حال ہے۔ یہ قومیں نہ صرف تیسری عالمی جنگ کی تیاری کر رہی ہیں بلکہ دوسری قوموں کو بھی مجبور کر رہی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایٹم بموں ہائیڈروجن بموں اور اسی قسم کے دوسرے مہلک ہتھیاروں کے ذخیرے ہر ملک میں جمع ہو جائیں گے۔ تو کیا انسان کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ ان ذخیروں کے استعمال سے ہمیشہ تک بچتا چلا جائے۔ ایسی صورت میں تو یہ امکان اغلب کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ کسی دن کوئی قوم تیسری عالمگیر جنگ کا اچانک آغاز کر دے۔ اور دنیا فنا ہو کر رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسان کی صفات میں سے ظلوم وجہول بھی بیان فرمائی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم میں خلق کیا ہے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ جب یہ گرتا ہے۔ تو اسفل السافلین ہو کر رہ جاتا ہے۔ مگر ایسی پستی میں گرنے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی علاج بھی بتا دیا ہے اور وہ ہے۔

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات۔

یعنے انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور اعمال صالحہ بجا لانے سے اس پستی میں گرنے سے بچ سکتا ہے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی پیرایوں سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ والعصر میں فرماتا ہے۔

ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات

یعنے انسان ضرور گھاٹے کی طرف جاتا ہے۔ مگر جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے۔ اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ وہ اس تباہی سے بچ جاتے ہیں۔

یورپ کی یہ اقوام اس تباہی سے بچنے کے لئے جیسا کہ برطانیہ کے قرطاس ابیض سے ظاہر ہے۔ زیادہ سے زیادہ تباہی کے ہتھیاروں سے اپنے آپ کو لیس کر رہی ہیں۔ یہ حالت اس کتے کی طرح ہے جو لوہار کی دوکان پر ریتی کو چاٹتا تھا۔ اور اپنی ہی زبان سے جو خون بہتا تھا اس کو خوراک سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ اقوام بھی تباہی سے بچنے کے لئے تباہی کے ہتھیار تیار کر رہی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ایک دن خود انسان آپ اپنا شکار ہو جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہے۔ کہ ہمارا دشمن ہماری بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر ہم پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا بے شک ایک وقت تک تو ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خوف ہمیشہ کام نہیں دے سکتا۔ کسی دن دشمن اپنے آپ کو زیادہ طاقتور سمجھ کر یا اپنے حریف کو غافل پا کر اپنے ان ذخیروں کے استعمال پر تل سکتا ہے۔ اور جس سے وہ خود ڈرتا ہے۔ اس تباہی کا آغاز خود ہی کر سکتا ہے۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ایسی تباہی سے بچنے کے لئے وہی نسخہ بہترین ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتایا ہے۔ تباہ کن اور ہلاکت آفرین ہتھیاروں کے بجائے انسان اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجا لائے۔ تو یقیناً وہ اس تباہی سے بچ جائے۔ جو وہ اپنے پر لانے کے لئے تلا کھڑا ہے۔

آتشی مقابلہ

روس اور امریکہ میں آجکل ایک عجیب وغریب مقابلہ ہو رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر یہ دعوے کر رہے ہیں کہ ہلاکت آفرینی میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پہلے روس کے وزیر خارجہ مولوٹوف نے یہ اعلان کیا کہ جہاں تک ہائیڈروجن بم کو ترقی دینے کا سوال ہے۔ امریکہ روس کی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میدان میں وہ اب امریکہ سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ اس کے جواب میں امریکی وزیر دفاع نے حال ہی میں کہا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری میں امریکہ کو جو ید طولےٰ حاصل ہے روس اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا۔ اگر دیکھا جائے۔ تو دونوں اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ دنیا کو جہنم زار بنانے کی صلاحیت کس میں زیادہ ہے۔ ایک کہتا ہے کہ اس بارے میں میں یکتائے روزگار ہوں۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اس میدان میں میرا کوئی ثانی اور ہمسر نہیں ہے۔ ابھی تک دونوں کی طرف سے زبانی دعوے ہی ہو رہے ہیں۔ اگر اس بحث نے عمل کی صورت اختیار کر لی تو پھر یہ جھگڑا ایک ایسی ہمہ گیر تباہی پر منتج ہوگا کہ جس کا صحیح ادراک انسانی تصور سے بالا ہے۔ اس زمانہ کے مامور ربانی نے ان دونوں طاقتوں کو یاجوج ماجوج قرار دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا تھا۔

"یہ لفظ یاجوج ماجوج۔ ناقل) اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ ان کا بڑا تعلق ہوگا۔ اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے گویا آگ ان کے قابو میں ہوگی۔ اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے"

(ملفوظات ص۲۴۹)

آج دنیا والے یہ آتشی مقابلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر لرزہ براندام ہیں۔ اور حیران ہیں کہ انہیں اگر پناہ ملے گی تو کہاں ملے گی۔ انہیں اگر پناہ مل سکتی ہے۔ تو وہ صرف اور صرف خدا کی ذات ہے۔ کیونکہ تمام قوتوں اور طاقتوں کا مالک وہی ہے۔ اس نے اپنے متعلق خود فرمایا ہے

انّ القوۃ للہ جمیعا

تمام تر قوتیں اور طاقتیں اللہ ہی کو حاصل ہیں۔

چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دنیا میں مبعوث ہو کر جہاں اس ہولناک صورت حال کے رونما ہونے کی خبر دی۔ وہاں ساتھ ہی دنیا کو خبردار کیا۔ کہ وہ اگر بچنا چاہتی ہے۔ تو پھر آپ کی آواز پر کان دھرتے ہوئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی پناہ میں لے آئے۔ تاکہ ہر قسم کے آفات سے محفوظ رہ سکے۔ چونکہ آپ دنیا کو دو مخالف قوتوں کے ہلاکت آفرین ارادوں سے خبردار کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف جو ہمہ قدرت ہے بلائے گئے تھے۔ اس لئے آپ نے نہایت دردمندی کے ساتھ دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

کیا موج آئی ہے آج من میں؟

لالہ وگل نرگس و نسترن میں — تیرے ہی رنگ و بو ہیں چمن میں
آتا ہے پھر کون انجمن آرا — شمعیں جل اٹھیں پھر انجمن میں
گونج رہی ہیں تیری اذانیں — آب رواں میں کوہ و دمن میں
پوری ہوئی ہے بات تمہاری — "جنگل میں منگل" شہر ہے بن میں

تنویر کو جاوداں زندگی دی
کیا موج آئی ہے آج من میں؟

پتہ مطلوب ہے

محمد صدیق صاحب پسر شیخ فضل کریم صاحب مرحوم وصیت ۶۱۲۹ کے موجودہ پتہ کی ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو یا خود ان کی نظر سے یہ اعلان گزرے۔ تو فوراً اپنے پتہ سے نظارت ہذا کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(قائمقام ناظر امور عامہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جنازہ گاہ

اور پہلی بیعتِ خلافت کا مقام

——— رقم فرمودہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ———

کچھ عرصہ ہؤا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نماز جنازہ اور پہلی بیعت خلافت کے مقام کے متعلق مناسب تحقیق اور حاضر الوقت احباب کی شہادت کے ساتھ جن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور مکرم محمد اسمٰعیل صاحب معتبر اور خاکسار مرزا بشیر احمد اور بعض دیگر اصحاب بلکہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شہادت بھی شامل تھی۔ ایک مختصر سا نوٹ الفضل مورخہ ۴ فروری ۱۹۵۳ء میں شائع کرایا تھا۔ اور اس نوٹ میں اس بات کی وضاحت کی تھی کہ گو جنازہ گاہ کے متعلق سب دوستوں کا اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ باغ کے شمالی حصہ (متصلہ اخویم حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم) میں کنوئیں کے قریب ہوئی تھی مگر پہلی بیعت خلافت کے متعلق شہادتوں میں اختلاف ہے۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ بیعت خلافت بھی جنازہ والی جگہ میں ہی ہوئی تھی۔ مگر دوسرے اصحاب کا خیال ہے کہ بیعت خلافت جنازہ والی جگہ میں نہیں ہوئی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام والے حصۂ باغ میں پختہ چبوترہ والی جگہ کے سامنے ہوئی تھی۔ اور میں نے اس نوٹ میں لکھا تھا کہ غالب رجحان موخر الذکر خیال کی طرف ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ چونکہ یہ ایک تاریخی سوال ہے۔ اس لئے اگر کسی دوست کی رائے اس کے خلاف ہو۔ تو وہ اس کے متعلق بخوشی لکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ اس تعلق میں ذیل کا مضمون حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کی طرف سے موصول ہؤا ہے۔ جو الفضل میں شائع کیا جاتا ہے۔ اگر اس معاملہ میں کوئی اور دوست اپنی چشم دید شہادت اور پختہ یادداشت کی بناء پر اس تاریخی سوال پر مزید روشنی ڈال سکتے ہوں۔ تو ان کے لئے بھی یہ رستہ کھلا ہے۔

اس تعلق پر مجھے حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم کی خود نوشتہ ڈائری میں سے بھی ایک نوٹ ملا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ اور بیعت خلافت کے دن یعنی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا لکھا ہؤا ہے۔ اور حال ہی میں ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کی تصنیف اصحاب احمد میں شائع ہؤا ہے۔ ممکن ہے کہ اس نوٹ سے بھی جو عین اس وقت اور اسی موقعہ کی تحریر شدہ شہادت ہے۔ اس معاملہ میں کچھ روشنی پڑ سکے۔ اور بالواسطہ طور پر کچھ کام آسکے۔ حضرت نواب صاحبؓ اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:۔

”حضرت مولانا نور الدین صاحب کے ہاتھ پر ہم نے مع فرزندان (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) و میر ناصر نواب صاحب قریباً بارہ سو آدمی نے باغ کے درختوں کے نیچے بیعت کی۔ اس کے بعد ہم سب واپس آئے اور کھانا کھایا اور پھر نماز ظہر پڑھ کر تمام لوگ باغ میں جمع ہوئے اور نماز عصر پڑھ کر جنازہ پڑھا گیا۔ اور پھر حضرت مولانا نے ایک خطبہ پڑھا۔ بیعت کے وقت اور خطبہ کے وقت عجیب نظارہ تھا کوئی آنکھ نہ تھی جو پرنم نہ تھی۔“ (اصحاب احمد جلد دوم ص ۵۸۹)

اس کے بعد حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کا نوٹ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضرت بھائی صاحب نہایت مخلص اور قدیم صحابہ میں سے ہیں۔ اور آجکل قادیان میں بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت عطا کرے۔ اور دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ فقط والسلام

خاکسار: مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۷ فروری ۱۹۵۵ء

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

چنانچہ وہ دن بھی آیا جو ہر انسان کے لئے مقدر ہے۔ ہمارے آقا علیہ الف الف الصلوٰۃ والسلام اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ جانکاہ واقعہ لاہور میں پیش آیا اور حضور کا جنازہ قادیان پہنچایا گیا۔ بموجب وعدہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے ظہور کا نشان ظاہر فرمایا آپ کے جانشین اور خلیفہ کا انتخاب ہؤا اور موجود الوقت افراد جماعت نے حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت اولیٰ کی ——— زمانہ گذر گیا ——— خلافت ثانیہ و مصلح موعود کا مبارک دور شروع ہؤا سال کے بعد سال نہایت کامرانی کے ساتھ گذرتے چلے گئے۔۔ مگر تقدیر کے نوشتوں کا پورا ہونا ضروری تھا ———!! آخر وہ وقت بھی آن پہنچا۔ جب جماعت کے کثیر حصہ کو مقامات مقدسہ سے ہجرت کرنی پڑی!! ——— اب خلافت اولیٰ کے زمانہ پر برسوں گذر چکے تھے اور قدیم صحابہ اور جماعت کے معمر حضرات کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ بعض بزرگان و عزیزان کو اس بات کی جستجو ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پہلی بیعت خلافت کہاں ہوئی؟ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ کے شمالی حصہ میں یا کہ جنوبی حصہ میں جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب والا باغ کہلاتا ہے۔ چنانچہ قمر الانبیاءؑ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آراء طلب کیں اور

اس تعلق میں حضرت ممدوح نے اخبار الفضل مجریہ ۴ فروری ۱۹۵۳ء میں ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پہلی بیعت خلافت کہاں ہوئی“ کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ شائع کیا۔ جس میں تیرہ تیرہ صحابہ کے دو گروہ بناکر آنمحترم نے اس بات کا اظہار فرمایا۔ کہ ایک گروہ کا خیال ہے۔ کہ یہ بیعت جنوبی حصہ باغ میں ہوئی۔ اور دوسرے کا خیال ہے کہ شمالی حصۂ باغ میں ہوئی۔ اول الذکر گروہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب خود بھی شامل ہیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بھی اس میں شمار کیا گیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رائے بھی اسی گروہ کے حق میں قرار دی گئی۔

اس کے ساتھ آنمحترم نے یہ نوٹ بھی دیا کہ

”یہ بات بھی قابل نوٹ ہے کہ محترمی بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی محترمی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اپنی رائے بڑی پختگی اور قطعیت کے ساتھ ظاہر فرمائی ہے۔ اور یہ دونوں بزرگ پرانے بزرگوں میں سے ہیں جنہیں خاص مقام حاصل ہے۔ لیکن یا دکا معاملہ ایسا ہے کہ یا تو انہیں مغالطہ ہوگیا ہوگا۔ یا ان کے خلاف رائے رکھنے والوں کو (جن میں یہ خاکسار بھی شامل ہے) غلطی لگ گئی ہوگی۔ اس لئے اس اختلاف کے متعلق کسی فریق کو اپنی رائے پر اتنا اصرار نہیں ہونا چاہیئے۔ جو ایک قطعی اور ثابت شدہ حقیقت کے معاملہ میں ہوتا ہے۔“

اگرچہ اس عاجز کے نزدیک یہ معاملہ ثابت شدہ حقیقت اور قطعیت کی حد کو پہنچا ہؤا ہے کہ پہلی بیعت شمالی حصۂ باغ میں ہوئی۔ تاہم مجھے اس پر اس رنگ میں ہرگز اصرار نہیں کہ بلا دلیل اسے قبول کر لیا جائے۔ اس لئے میں ذیل میں اپنی روایت پر اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کے شواہد پیش کرتا ہوں۔ جو بفضلہ تعالیٰ صحیح فیصلہ تک پہنچنے کے لئے بہت ممد ہوں گے۔

میرے نزدیک صحیح فیصلہ تک پہنچنے کے لئے صحابہ کرام کی صرف آراء شماری کافی نہیں۔ بلکہ مناسب ہے کہ ہر روایت پر پوری طرح جرح و قدح کی جائے اور ان کا باہمی موازنہ کرکے دیکھا جائے کہ کس فریق کے حق میں دلائل واقعات اور قرائن زیادہ روشن طریق پر موجود ہیں۔

مطبوعہ نوٹ مندرجہ الفضل میں جن تیرہ تیرہ صحابہ کے دونوں گروہوں کی آراء کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ میرے سامنے ہر بزرگ کی تفصیلی روایت موجود نہیں۔ اس لئے میں ہر ایک کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔ البتہ اسی مطبوعہ نوٹ میں مکرم محمد اسمٰعیل صاحب معتبر کی روایت کو پیش فرماتے ہوئے

رفع اختلاف کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

اور حسن اتفاق سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی ارسال کردہ معتبرہ صاحب کی روایت کی نقل میرے پاس موجود ہے اس لئے زیر نظر نوٹ اور اس روایت پر ہی چند معروضات پیش خدمت کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ترتیبِ واقعات

سب سے پہلے میں اپنی رائے کو زیادہ واضح کرنے کی خاطر یوم بیعت خلافت اولیٰ کے جملہ متعلقہ واقعات کا ترتیب وار خلاصہ دُہرا دیتا ہوں۔ تا سمجھنے اور نتیجہ نکالنے میں آسانی ہو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جب حضورؑ کا جنازہ قادیان لایا جانے لگا۔ تو اس عاجز کی ڈیوٹی بٹالہ سے سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رتھ کے ساتھ تھی چنانچہ یہ رتھ دس بجے صبح کے قریب مسجد فضل کے سامنے والی گلی سے ہوتی ہوئی سیدھی بڑے باغ میں پہنچی۔ اور حضرت اماں جان اپنے مکان واقعہ باغ متصل مقبرہ بہشتی میں تشریف لے گئیں۔ باغ میں داخل ہوتے ہی میں نے دیکھا۔ کہ جنازہ اس شمالی حصہ میں رکھا ہے۔ جس حصۂ باغ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔

احباب جماعت کا اجتماع اس باغ میں تھا۔ چنانچہ باہر سے آنے والے معتمدین بھی باغ ہی میں موجود تھے۔ تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ

"رات سے ان لوگوں نے کچھ نہیں کھایا پیا۔ آپ جائیں اور ان کو مناسب حال کچھ کھلائیں پلائیں"

جب حضرت مولانا مہمانوں کو لے کر چلے۔ تو حضرت نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ تم بھی مولوی صاحب کی مدد کرو۔ چنانچہ چھ سات افراد پر مشتمل معتمدین کی جماعت کو حضرت نواب صاحب کے مکان کے نچلے حصہ کے جنوب مغربی خام دالان میں بٹھایا گیا۔ اور ان کی مناسب حال تواضع کی گئی۔

اس موقع پر خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک پُرسوز تقریر کی۔ اور پھر شیخ رحمت اللہ صاحب نے عنانِ خلافت حضرت مولانا نور الدین صاحب رضؓ کے حوالہ کرنے کی طرف اشارہ کیا۔

چنانچہ یہ جملہ اصحاب مع دیگر اکابر صحابہ و بزرگانِ جماعت سیدنا حضرت مولانا نور الدین صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے۔ اور مناسب طریق پر اسی درخواست کو پیش کیا۔ مگر حضرت ممدوح نے کچھ سوچ اور تردد کے بعد فرمایا۔ کہ "میں دعا کے بعد جواب دونگا۔" چنانچہ وہیں پانی منگایا گیا۔ حضرت نے وضو کیا۔ اور غربی کوچہ کے متصل دالان میں نماز نفل ادا کی۔

اس عرصہ میں یہ وفد باہر صحن میں انتظار کرتا رہا۔ نماز نفل اور دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے فرمایا۔

"چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر اور ہمارے بھائی انتظار میں ہیں"

چنانچہ حضرت مولانا کی معیت میں تمام حاضرین باغ کی طرف روانہ ہوئے اور سڑک پر سے مغرب کی طرف سیدھے شمالی حصہ باغ میں جہاں جنازہ رکھا تھا پہنچے۔ اور اس جگہ حضرت نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ اور اس کے بعد حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ اور بعدہٗ نماز جنازہ ادا ہوئی۔

اس کے بعد جسدِ اطہر حضرت اماں جان رضؓ کے مکان واقع باغ میں پہنچا دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے زیارت کرانے پر میری خدمات مقرر فرمائیں۔ اس لئے میں وہاں چلا گیا۔ اور جنازہ کو قبر پر لے جانے کے وقت تک وہیں رہا۔

ان تمام واقعات کا میں خود چشم دید گواہ ہوں اور میں نے اپنی رویئت اور اپنی موجودگی کی بناء پر تمام واقعات بیان کئے ہیں۔

میری اس روایت کو مزید تقویت میرے ہی اس مطبوعہ بیان سے ہوتی ہے۔ جو آج سے چودہ سال پیشتر اخبار الحکم جوبلی نمبر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء میں شائع شدہ موجود ہے۔ جس کا متعلقہ حصہ حسب ذیل ہے:۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب اکثر بیان فرمایا کرتے ہیں۔ کہ حضور پرنور کے وصال کے بعد جب دوسرے روز صبح ۲۷ مئی کو خواجہ صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبان وغیرہ قادیان آئے۔ سخت گرمی کے دن تھے۔ ان کی خدمت تواضع اور ناشتہ پانی وغیرہ کا کام میرے ذمہ لگایا گیا۔ چنانچہ میں مناسب طریق پر کہہ سنکر ان سب کو باغ سے شہر میں لے آیا۔ حضرت نواب صاحب کے شہر والے مکان کے نچلے حصہ کے جنوب مغربی خام دالان میں بٹھایا۔ اور موقعہ محل کے مناسب حال ان کی تواضع کی۔ اس موقعہ پر خواجہ کمال الدین صاحب نے کھڑے ہو کر نہایت ہی پرسوز تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ

"خدا کی طرف سے ایک انسان منادی بن کر آیا۔ جس نے لوگوں کو خدا کے نام پر بلایا ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی۔ اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ مگر اب وہ ہم کو چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

خواجہ صاحب کا اندازِ بیان طریقِ خطاب اور تقریر کچھ ایسا دردِ بعبارت رقت آمیز اور زہرہ گداز تھا۔ کہ ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ سکتہ کا عالم اور خاموشی طاری ہو گئی۔ آخر شیخ رحمت اللہ صاحب نے سکوت کو توڑا اور کھڑے ہو کر ٹھیٹھ پنجابی زبان میں جو کچھ فرمایا۔ اس کا خلاصہ مطلب اردو میں یہ ہے کہ:۔

"میں نے قادیان آتے ہوئے رستہ میں بھی بار بار یہی کہا ہے۔ اور اب بھی اسی کو دوہراتا ہوں۔ کہ اس بڈھے کو آگے کرو۔ اس کے بغیر یہ جماعت قائم نہ رہ سکے گی۔"

شیخ صاحب کے اس بیان پر خاموش رہ کر گویا سبھی نے مہر تصدیق ثبت کی۔ اور سر تسلیم خم کر دیا۔ کسی نے اعتراض کیا نہ انکار۔

اس اتفاق کے بعد انہیں اصحاب نے مع دیگر اکابر صحابہ و بزرگانِ جماعت سیدنا حضرت نور الدین رضؓ کے حضور درخواست کی۔ جو باغ سے شہر تشریف لائے ہوئے تھے۔ مگر جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ممدوح نے کچھ سوچ اور تردد کے بعد فرمایا۔ کہ میں دعا کے بعد جواب دوں گا۔ چنانچہ وہیں پانی منگایا گیا۔ حضرت نے وضو کر کے دو نفل نماز ادا کی۔ اور دعاؤں کے بعد فارغ ہو کر فرمایا۔

"چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر اور ہمارے بھائی انتظار میں ہیں"

چنانچہ یہ مجلس برخاست ہو کر پھر باغ پہنچی۔ جہاں امر خلافت کے متعلق موجودہ جماعت کے تمام مردوں اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے انشراح بخش کر خلافت حقہ پر متفق و متحد کر کے سلک وحدت میں پرو دیا۔ اور اس طرح خدا کے فضل سے خلافت قائم ہوئی۔ اور مطابق الوصیت قائم ہوئی۔ کوئی اختلاف ہوا نہ انکار۔ خدا نے اپنے سلسلہ کو خود سنبھالا اور حضرت مرسل یزدانی المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جماعت کو حق و صداقت اور سداد و راستی پر قائم کر کے اپنی سنّت قدیم کا ظہور فرمایا۔

الغرض میرے مشاہدہ کی بناء پر اس ترتیب واقعات سے مندرجہ ذیل امور ظاہر ہیں:۔

۱۔ معتمدین کی مہمان نوازی پر ان کے وفد کا حضرت خلیفہ اول رضؓ کے مکان پر امر خلافت میں درخواست کرنے اور آپ کے بعد دعا جواب دینے اور وفد کے صحن میں انتظار کرنے اور پھر حضرت مولانا کی معیت میں سیدھے باغ میں جانے کے اوقات میں یہ عاجز خود موجود رہا۔

۲۔ حضرت ممدوح کی خدمت میں امر خلافت کے بارہ میں عرض کرنے کے وقت سے تا اختتام نماز جنازہ حضرت ممدوح کی مجلس سے کسی کام کی غرض سے جدا نہیں ہوا۔

۳۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ جب نماز جنازہ کے لئے شہر سے باغ میں پہنچے ہیں۔ تو جنازہ شمالی حصہ میں رکھا تھا۔

۴۔ نماز جنازہ سے پہلے اسی حصۂ باغ میں حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

ان چار امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد میں یہ بات برملا کہنے کو تیار ہوں۔ کہ اس وقت کے زندہ صحابہ میں سے اس عاجز کے سوا کوئی صحابی نہیں کہہ سکتا۔ کہ انہیں میری طرح حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت حاصل ہوئی ہو۔ اور اگر کوئی ہے۔ تو اپنی عینی شہادت بیان کرے!!

مجھے اس بات سے انکار نہیں۔ کہ بٹالہ سے جنازہ کو لائے جانے کے بعد پہلے اسے جنوبی حصہ میں رکھا گیا ہو۔ لیکن رتھ کے ساتھ آنے اور بیعت خلافت تا اختتام نماز جنازہ جس مقام میں میری آنکھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسدِ اطہر کو دیکھا وہ شمالی حصہ ہی تھا۔ اور یہ مسلسل بیان جس میں کسی طرح کا وقفہ نہیں ہوا۔ جس کا میں عینی شاہد ہوں۔ اور میرے مقابل پر کسی دوسرے صحابی کا اس طریق پر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی رفاقت کا شرف حاصل نہ کرنا میری روائت کو زیادہ تقویت دیتا ہے۔

بیرونی شواہد

اس کے بعد میں ان بیرونی شواہد کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس امر کو قطعیت کے مرتبہ تک پہنچاتے ہیں:۔

۱۔ ہماری رائے کے خلاف رائے دینے والے تیرہ صحابہ میں سے پہلے نمبر پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا نام تحریر کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی حضرت مفتی صاحب کے یہ الفاظ بھی درج فرمائے ہیں:۔

"مگر اچھی طرح یاد نہیں"

اس صورت میں حضرت مفتی صاحب کی رائے اس معاملہ میں نہ موافق ہوئی نہ مخالف۔

۲۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی اس مطبوعہ نوٹ میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے خود وضاحت فرمائی ہے کہ:۔

"اور حضرت امیر المومنین نے بھی حتمی صورت میں اپنی رائے ظاہر نہیں فرمائی۔"

مگر باوجود اس کے آپ نے حضور کی رائے کو بھی اپنی رائے کے مطابق قرار دیا ہے۔ حالانکہ اگر صرف انہیں الفاظ کو بنظر غور دیکھا جائے۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دیکر مطبوعہ نوٹ میں نقل کئے گئے ہیں۔ تو نہ صرف یہ کہ حضور کی رائے ہمارے حق میں قرار پاتی ہے۔ بلکہ حضور کے حسب ذیل الفاظ تو اس مسئلہ کو حل کرنے میں بطور کلید کے ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے بیعت ایک ایسی جگہ میں ہوئی تھی جہاں درخت کے گرد کچھ کھلی جگہ تھی"۔

ان کلیدی الفاظ کو مدنظر رکھ کر جب ہر دو مقامات کو دیکھا جائے تو جائے وقوعہ کا عینی مشاہدہ کرنے والا بلا تردد اُسی مقام کو "کھلی جگہ" قرار دیگا جہاں نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

میرے نزدیک کھلی جگہ کا فیصلہ تمام اصحاب نے ہی ہمارے حق میں دیا ہے جبکہ سبھی نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ نماز جنازہ شمالی حصہ باغ میں ہوئی تھی۔

ظاہر ہے کہ بیعت کرتے وقت لوگ مل کر بیٹھتے ہیں خصوصاً جبکہ بیعت کرنے والوں کی کثرت اور ہجوم ہو اور نماز جنازہ کے لئے نسبتاً زیادہ کھلی اور فراخ جگہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں صفیں ہوتی ہیں اور صفوں کے درمیان بہرحال کم و بیش فاصلہ رکھنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس زمانہ کے لحاظ سے کھلی جگہ وہی ہوگی جہاں نماز جنازہ ادا ہوئی۔

۳۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جنوبی حصہ باغ میں بیعت اُولیٰ ہو جانے کے بعد وہ کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ نماز جنازہ کیلئے قریباً ایک فرلانگ دور شمالی حصہ باغ کو جایا جائے۔ اور نماز کے بعد پھر پہلی جگہ کی طرف لوٹنا پڑے۔ کیونکہ وہ مکان جس میں جسد اطہر نماز جنازہ کے بعد زیارت عام کے لئے رکھا گیا تھا۔ اور وہ مقام جہاں سیدنا حضرت اقدس کا جسد اطہر سپرد خدا کیا جانا تھا دونوں جگہیں نماز جنازہ ادا کئے جانے والے متفق علیہ مقام سے ایک فرلانگ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہیں۔

۴۔ چونکہ یہ واقعات ۲۷ مئی کی تاریخ کے ہیں اور ہندوستانی موسم کے لحاظ سے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ شدید گرمی کے ایام تھے اس لئے کچھ بعید نہیں کہ دھوپ سے بچنے۔ پانی کے قریب ہونے اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے سایہ دار جگہ وغیرہ ضروریات کے پیش نظر جنوبی حصہ سے شمالی حصہ میں تابوت کو منتقل کر دیا گیا ہو؟

۵۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں جب میں نے جنازہ گاہ۔ مقام بیعت وغیرہ مقامات کی تعیین کی تو صرف اور صرف اپنے حافظہ کی بناء پر اور آنکھوں دیکھی یقینی جگہ کی طرح کسی سے مشورہ کیا نہ صلاح لی۔

اُسی سال جلسہ سالانہ پر جب حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آبادی کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ ہم لوگ نماز جنازہ کے واسطے جنازہ گاہ میں پہنچے تو محترم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بھی قادیان تشریف لائے ہوئے تھے راستہ میں محلہ ناصر آباد کے قریب ایک آم کے درخت پر بورڈ لگا ہوا تھا۔ اس کو پڑھا۔ راستہ میں میں نے اُن سے اس مقام کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا کیونکہ ایک مخلص خادم سلسلہ کا جنازہ آنے کی وجہ سے دلوں میں ایک افسردگی تھی

جب ہم اس مقام پر پہنچے جس کے گرد اگرد میں نے نشان کر رکھے تھے تو شیخ صاحب محترم نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی اور ایک خاص درخت کی طرف اشارہ کر کے بڑے جذبہ اور جوش کے ساتھ بولے!

"یہاں تو حضرت خلیفہ اوّل بیٹھے تھے"

سیٹھ صاحب کی نماز جنازہ ہوئی اور صاحب ممدوح ایک کرسی پر کھڑے ہو گئے اور بڑے جوش کے ساتھ تقریر کر کے بیعت اولیٰ کے مقام اور جنازہ گاہ کی تصدیق فرمائی۔

پس جیسا کہ اُوپر عرض کیا گیا ہے کہ اس جگہ کی تعیین میں میں نے کسی فرد جماعت سے قطعاً کوئی صلاح مشورہ نہ کیا تھا۔ لہذا وہ کیا بات ہے یا تھی جس نے سبھی واقف حال احباب کو مجبور کر دیا کہ اس امر پر متفق ہو کر بیک زبان تصدیق کریں۔ کہ نماز جنازہ شمالی حصہ باغ ہی میں ہوئی تھی حالانکہ قیاسات اس کے خلاف بہت موجود ہیں۔

۶۔ جنوبی حصہ باغ میں بیعت اُولیٰ ہونے کے حق میں جن صحابہ کرام کے اسماء گرامی مطبوعہ نوٹ میں درج ہیں بمقابلہ دوسرے فریق کے قریباً سب ہی چھوٹی عمر کے ہیں۔ جن کا اصل بیعت اُولیٰ سے غائب ہونا یا کسی ڈیوٹی پر مامور ہونے کے باعث دوسری بیعت میں شریک ہونا بعید از قیاس نہیں۔

بعض امور کی وضاحت

اس کے بعد میں نہایت ادب کے ساتھ معتبر صاحب کی بیان کردہ روایت کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ لکھتے ہیں:۔

"چونکہ بیعت اولیٰ کے وقت بعض احباب دیگر ضروری کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں تھے۔ اور بعض احباب بیعت ہو چکنے کے بعد دارالامان پہنچے ایسے لوگوں نے بیعت ثانی کا شرف مقام "ب" پر قبل از نماز جنازہ حاصل کیا۔ میرے قیاس کے مطابق مکرم بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی حضور کی تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مشغول ہونے کی وجہ سے بیعت اولیٰ میں شامل نہیں ہو سکے۔ اور بیعت ثانی میں شامل ہو کر اُس کو بیعت اُولیٰ سمجھتے ہیں۔ اور جنازہ اور بیعت اولیٰ کا ایک ہی مقام بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب"

اوّل تو معتبر صاحب کا میرے بارہ میں یہ قیاس کہ میں "حضور کی تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مشغول ہونے کی وجہ سے بیعت اولیٰ میں شامل نہیں ہو سکا"۔ یہ درست نہیں اس لئے کہ تجہیز و تکفین کے جملہ انتظامات تو لاہور ہی میں مکمل ہو چکے تھے۔

علاوہ ازیں یہ بات خود معتبر صاحب کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ جس راوی کو اس قدر علم نہیں کہ سیدنا حضرت اقدس کی تجہیز و تکفین لاہور میں ہوئی اور جنازہ لاہور سے سیدھا باغ ہی میں رکھا گیا شہر میں مطلقاً لایا ہی نہیں گیا ان کے حافظہ اور یادداشت کے پہلو کو کمزور کرتا ہے۔

البتہ اُس روز جس قسم کی ڈیوٹی میرے سپرد ہوئی میرے لئے بیعت اُولیٰ میں شمولیت کے رستہ میں روک نہ بنی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی کے سبب مجھے وہ شرف حاصل ہوا جس پر میرا دل مطمئن ہے اور آج بھی ان واقعات کے اعادہ سے میرے دل میں جذبات تشکر و امتنان پیدا ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ میرا حافظہ ایسا کمزور نہیں جیسا کہ معتبر صاحب کا اشارہ ہے۔ اور میں بیعت اُولیٰ کے مفہوم کو بخوبی جانتا ہوں۔ حافظہ کی کمزوری یا حقیقت الامر سے ناواقفی کے باعث دو قسم کے واقعات کو خلط نہیں کر رہا۔ بھلا وہ خادم جسے حضرت خلیفہ اوّل کے ارشاد کے ماتحت ممبران مجلس معتمدین کی مہمان نوازی پر انہیں کے وفد کے ساتھ حضرت کے مکان پر جانے اور ان سے امر خلافت کے بارہ میں درخواست کرنے اور حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے جواب دینے۔ نقل ادا کرنے اور پھر آپ ہی کی معیت میں باغ تک آنے کا موقعہ ملا ہو۔ ایسے اہم واقعہ کو کیسے بھول سکتا ہے۔ یا کوئی اور امر اشتباہ کا باعث بن سکتا ہے؟

علاوہ ازیں غالباً اس امر سے بھی کسی دوست کو انکار نہ ہوگا کہ نماز جنازہ کے بعد سیدنا حضرت اقدس کا جسد اطہر سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان واقع باغ میں بغرض زیارت عام رکھا گیا تھا۔ اور کسے زیارت کروانے پر غلام عبد الرحمٰن قادیانی کی ڈیوٹی تھی۔ کیا صحابہ کرام میں سے کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس خدمت پر اس عاجز کے سوا اُسے بھی مقرر کیا گیا؟

اگر عبد الرحمٰن قادیانی نماز جنازہ تک میں شریک نہ تھا تو جیسا کہ ہمارے عزیز مکرم نے بیان کیا ہے تو یہ ڈیوٹی کیسے لگ گئی تھی؟

سٹریٹ سے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ باغ میں آنا نماز جنازہ میں شریک ہونا مگر عجیب خیال ہے کہ عبد الرحمٰن قادیانی بیعت اُولیٰ میں شریک ہی نہ ہوا ہوگا بلا۔ این خیال است و محال۔ اور بھی بعض الٰہی تصرفات ہیں مگر ان کے بیان سے شرماتا ہوں۔

پس یہ وہ باتیں ہیں جو میرے خیال کی تائید کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پہلی بیعت خلافت شمالی حصہ باغ میں ہوئی اور سب سے بڑھ کر وہ قوی نقشہ ہے جو آج تک میرے دل و دماغ میں اور آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔

فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

خاکسار عبد الرحمٰن قادیانی درویش قادیان

فہرست مضامین سیرۃ خاتم النبیین صلعم کے متعلق ایک ضروری تصحیح

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

الفضل میں میری تیار کردہ فہرست مضامین سیرۃ خاتم النبیین صلعم حصہ سوم (از سنہ تا سنہ) شائع ہوئی ہے۔ اس میں کاتب کی غلطی سے جہاں جہاں میں نے قارئین کی سہولت کے لئے انگریزی تاریخ درج کی تھی اسے ایک مستقل تاریخ کی صورت میں ہجری کی تاریخ سے علیحدہ کر کے لکھ دیا گیا ہے۔ حالانکہ میں نے صرف کہیں کہیں ہجری والی تاریخ کے نیچے تشریح اور سہولت کے خیال سے انگریزی مہینوں کا نام درج کیا تھا جو اس سے اوپر والے اندراج کا حصہ تھا نہ کہ ایک علیحدہ اندراج۔ مثلاً رمضان سنہ ۸ھ کے واقعات کے نوٹ کرنے میں میں نے ایک بریکٹ میں تشریح کے خیال سے جنوری سنہ ۶۳۰ء کا اندراج کیا تھا جو کوئی علیحدہ اندراج نہیں تھا بلکہ رمضان والے اندراج ہی کا حصہ تھا۔ مگر کاتب صاحب نے اسے ایک الگ اندراج کی صورت دے کر پیچیدگی پیدا کر دی ہے۔ پس دوست اس قسم کے جملہ اندراجات کو جو انگریزی مہینوں کی صورت میں لکھے گئے ہیں کوئی علیحدہ اندراج نہ سمجھیں۔ بلکہ انہیں اوپر والے ہجری کے اندراجوں کا حصہ سمجھیں اور ان کے اردگرد بریکٹ ڈال لیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۱/۲/۵۵

درخواست دعاء

خاکسار کی والدہ صاحبہ محترمہ کو اکثر سر درد کا دورہ ہو جاتا ہے۔ کافی دوائیں کرنے کے باوجود کوئی افاقہ نہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ والدہ محترمہ کی صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار (چودھری) محمد اشرف چٹھہ سوہلن کی ضلع گوجرانوالہ

"نماز کی نیّت لفظوں میں"

قرآن کریم میں ہے ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا کہ اے لوگو رسول صلعم کے فرمان کے مطابق عمل کرو۔ اور جس امر سے رسول رد کے اس سے رک جاؤ۔ نیز حدیث شریف میں ہے۔ علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ کہ میرے اور میرے خلفاء کے جاری کردہ طریق کو اختیار کرو

اس وقت مسلمان فرقوں میں سے ایسے بھی ہیں جو نماز کی نیت لفظوں میں کہتے ہیں۔ مثلاً عصر کی نماز پڑھنی ہو۔ تو کہیں گے۔ کہ :۔

"نیت کیتی اس نماز دی۔ چار رکعت نماز فرض۔ وقت دیگر منہ طرف قبلہ شریف دے۔ پچھے اس امام دے۔ اللہ اکبر۔"

حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلوا کما رأیتمونی اصلی وکان صلعم لا یسمع منہ عند التحریم غیر تکبیر ما الاحرام یقیم الصلوٰۃ بہا (کشف الغمہ ص۳)

یعنی فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے اے لوگو جیسے میں نماز پڑھتا ہوں۔ ویسے تم بھی نماز پڑھو۔ اور رسول صلعم کا طریق یہ تھا۔ کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریم کے علاوہ اور کچھ آپ سے (نیت وغیرہ) نہ سنا جاتا تھا۔ نیز لکھا ہے۔ وکان رسول اللہ صلعم اذا قام الی الصلوٰۃ قال اللہ اکبر ولم یرد عند التکلّم بلفظ النیۃ (سفر السعادۃ عربی صفحہ ۱۷) کہ رسول صلعم جب نماز کے ارادہ سے کھڑے ہوتے۔ اللہ اکبر فرماتے اور لفظوں میں نیت کرنا کسی ہدایت سے ثابت نہیں۔ یوں بھی لغت عرب میں لفظ نیت کا مفہوم دل سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ زبان سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ نیت دراصل قلب کی ہوتی ہے

احباب جماعت کو چاہیے۔ کہ وہ اس طریق کو اختیار کریں۔ جو آنحضرت صلعم اور صحابہ سے ثابت ہے۔ وھو المطلوب۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

سیرۃ خاتم النبیین اور سیرۃ المہدی کی ضرورت

میں عرصہ سے سیرۃ المہدی حصہ اول دوئم اور سوئم مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی و سیرۃ خاتم النبیین ہر حصہ مصنفہ حضرت میاں صاحب موصوف کا متلاشی ہوں مگر کہیں سے دستیاب نہیں ہو تیں۔ جس دوست کے پاس مندرجہ بالا کتب موجود ہوں۔ اور وہ فروخت کرنا چاہیں۔ معقول معاوضہ دے کر میں خریدنے کو تیار ہوں ۔ اگر فروخت کے لئے نہ ہو۔ تو صرف پڑھنے کے لئے دے کر مشکور فرما دیں۔ بذریعہ رجسٹرڈ پارسل ہر دو طرف کے اخراجات کا میں خود ذمہ دار ہوں۔ اور ان کو اچھی حالت میں رکھنے اور واپس کرنے کا بھی ذمہ دار ہوں۔ اگر اس چیز کی ضمانت نقدی کی صورت میں چاہے۔ اس کے لئے بھی تیار ہوں۔

(چوہدری محمد حسین ( )ایس۔ ڈی۔ او محکمہ انہار۔ سہداد پور۔ سندھ)

تحریک حج

کے رکنیت فارم حسب ذیل پتوں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ سیالکوٹ۔ محمد احمد صاحب ثمر نیو کراچی ہاؤس۔ قائد مجلس مقامی

۲۔ گوجرانوالہ۔ عبدالرحمن صاحب مینجر سنگر سیونگ مشین کمپنی کراچی۔ قائد مجلس مقامی

۳۔ لاہور۔ محمد سعید احمد صاحب بی اے قائد مجلس مقامی مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ

(خاکسار مہتمم تحریک حج مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ولادت :۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بھائی عنایت اللہ ولد حافظ محمد عبداللہ صاحب کو بروز جمعرات مورخہ ۳ فروری پہلی لڑکی عطا کی ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اس مولود کی ولادت متعلقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ (عبدالحمید راولپنڈی)

درخواست دُعا

میں چند ایک مجبوریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ احباب میرے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ (ابن علی)

ممالک بیرون میں خانہ خدا کی تعمیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے ۱۶ مئی ۱۹۵۲ء کو جماعت کو اس اہم ذمہ داری کی طرف دوبارہ توجہ دلائی کہ یورپین ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مساجد بنوائی جائیں۔ اور اس کے لئے حضور انور نے تفصیلی سکیم جو مجلس مشاورت کے موقعہ پر بیان فرمائی تھی۔ اس پر عمل کرنے کے لئے جماعت کو ارشاد فرمایا۔ اس سکیم کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ بڑے تاجر! مثلاً منڈیوں کے آڑھتی اور کارخانوں کے مالک ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کے پہلے سودے کا پورا منافع خانہ خدا کی تعمیر کے لئے دیں۔

۲۔ چھوٹے تاجر! ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع خانہ خدا کی تعمیر کے لئے دیں۔

۳۔ (الف) ملازمین کو ہر سال جو سالانہ ترقی ملے۔ اس میں سے پہلی ترقی خانہ خدا کی تعمیر کے لئے دیں

(ب) اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو تو وہ پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ

(ج) عارضی ملازمین جن کو ترقی نہیں ملتی ایک ماہ کی تنخواہ کا بیسواں حصہ خانہ خدا کی تعمیر کے لئے دیں۔

۴۔ وکلاء۔ ڈاکٹر اور کنٹریکٹر! پچھلے سال کی آمد سے موجودہ سال کی کل آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ نیز ہر سال ماہ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی خانہ خدا کی تعمیر کے لئے دیں۔

۵۔ مستری لوہار۔ درزی۔ بڑھئی اور مزدور وغیرہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ یا مہینے کا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی جو مزدوری مل جائے۔ اس کا دسواں حصہ خانہ خدا کی تعمیر کے لئے دیں

۶۔ زمیندار احباب! جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے اور اس سے زائد زمین والے دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے دیں۔

۷۔ مزارعہ احباب! جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ دو پیسے فی ایکڑ کے حساب سے اور اس سے زائد زمین والے ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے دیں۔

۸۔ مختلف خوشی کی تقاریب! مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بیٹے کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر پر یا امتحان میں پاس ہونے پر خانہ خدا کی تعمیر میں کچھ نہ کچھ چندہ دیتے رہنا چاہیئے

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

امیدواران امتحان اردو، فارسی، عربی متوجہ ہوں

پاکستانی زبانوں اور فارسی اور عربی زبانوں کے امتحانات مارچ ۱۹۵۵ء کو شروع ہونے والے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ربوہ میں ان امتحانات کا سنٹر مقرر کیا جائے۔ لہذا جو پرائیویٹ امیدواران امتحانات ربوہ میں امتحان دینے کے لئے خواہشمند ہوں۔ وہ اپنے نام پتہ اور فارم داخلہ کے نمبر سے مجھے مطلع فرمائیں۔ اگر ایک اچھی تعداد ایسے امیدواروں کی مہیا ہو جائے۔ تو سیکرٹری صاحب بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کی خدمت میں ربوہ کو سنٹر بنانے کے لئے درخواست کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

الفضل کی اشاعت بڑھائیں

(۱) الفضل خود خریدیں۔ دوستوں کو خریدنے کی تحریک کریں۔ مستحقین کے نام پرچہ جاری کرائیں۔

(۲) جو احباب روزانہ پرچہ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ خطبہ نمبر خریدیں

(۳) ہر جماعت کم از کم ایک روزانہ پرچہ ضرور خریدے۔ اگر کوئی صاحب خرید نہ سکے تو جماعتی طور پر خریدا جائے۔

۴۔ جو جماعتیں روزانہ پرچہ نہیں خرید سکتیں۔ وہ خطبہ نمبر ضرور خریدیں

الفضل کی سالانہ قیمت -/۲۴ روپے ہے (یعنی صرف دو روپے ماہوار) خطبہ نمبر کی صرف -/۵ روپے سالانہ ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

وصایا

نوٹ: وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی شبہ ہو تو دفتر سے دریافت کر سکے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ ربوہ)

ق ۱۳۱۷۳ منکہ عبداللطیف ولد منور احمد خاں صاحب قوم مسلم راجپوت ملکانہ پیشہ طالب علم عمر اٹھارہ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن صالح نگر ڈاکخانہ جاگا رول ضلع آگرہ صوبہ یو۔ پی آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۵۴ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالےٰ زندہ ہیں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میں اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہر قسم کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میری وفات پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اپنی زندگی میں میں جو رقم یا جائیداد بطور حصہ جائیداد باخذ رسید حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں وہ بعد وفات بوقت حساب مجرا کی جائے گی۔ میرا اس وقت گذارہ مبلغ بیس روپیہ ماہوار وظیفہ پر ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ملتا ہے۔ میری آمد میں جو کمی بیشی ہوگی۔ اس کی اطلاع میں مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اپنی ہر قسم کی آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عبداللطیف۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ قادیان دارالامان دارالمسیح۔ گواہ شد عبدالغفور کارکن دفتر بہشتی مقبرہ موصی ۱۰۶۵۰ ۲۷/۲/۵۴

ق ۱۳۱۷۴ منکہ بی بی زوجہ عبدالرحیم سندھی قوم گھمار پیشہ درویش عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۹ء ساکن بھٹیاں حال قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آج بتاریخ ۴ مارچ ۱۹۵۴ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد (مکان یا زمین) کوئی نہیں۔ میرا زیور مندرجہ ذیل ہے۔ ڈنڈیاں طلائی ایک تولہ۔ طلائی ایک تولہ چاندی قیمتی -/۱۰ روپیہ ہے۔ جس کی کل قیمت مبلغ -/۱۸۰ روپے ہے۔ حق مہر مبلغ -/۳۲ روپے طلائی کی صورت میں وصول کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی زیور یا نقدی کی صورت میں کوئی چیز نہیں۔ میں مندرجہ بالا جائیداد میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے بعد اگر میں کوئی جائیداد پیدا کرونگی۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری مندرجہ بالا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت حاوی ہوگی۔ اس کے علاوہ میرے فوت ہونے پر جو میری جائیداد ثابت ہو۔ اس پر بھی مندرجہ بالا وصیت حاوی ہوگی۔ اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نشان انگوٹھا مسمات بی بی ۴/۳/۵۴ گواہ شد عبدالرحیم موصی خاوند موصیہ۔ گواہ شد عبدالقیوم سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ قادیان ۴/۳/۵۴

ق ۱۳۱۷۷ منکہ نجم النساء زوجہ نذیر احمد پشاوری پیشہ خانہ داری عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب آج بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۰ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد میں صرف حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ ہے۔ جو بذمہ خاوند ہے۔ اس کے علاوہ زیور وغیرہ کی صورت میں کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنی اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات پر میری جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور حصہ جائیداد ادا کر دوں۔ تو بوقت حساب ادا شدہ رقم مجرا کی جائیگی۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔ الامتہ نجم النساء موصیہ۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ دارالمسیح قادیان دارالامان گواہ شد نذیر احمد پشاوری خاوند موصیہ درویش قادیان۔

ق ۱۳۱۷۸ منکہ نسیم اختر النساء بیگم صاحبہ زوجہ بشیر احمد صاحب مہار قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا۔ آج بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۵۴ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ پانچ سو روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ اور زیورات مندرجہ ذیل ہیں:۔ گلوبند چار تولے قیمتی -/۴۰۰ روپے کڑے چار تولے قیمتی -/۴۰۰ روپے۔ کلپ ایک تولہ قیمتی -/۱۰۰ روپیہ۔ کانٹے سوا تولہ قیمتی -/۱۲۵ روپے۔ انگوٹھیاں ۳ عدد ۱۰ ماشہ قیمتی -/۸۰ روپیہ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا کوئی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر آئندہ کوئی جائیداد میرے قبضہ میں آئے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد نسیم اختر النساء بیگم بقلم خود ۱۳/۵/۵۴ گواہ شد بشیر احمد مہار خاوند موصیہ موصی ۱۰۶۲۱ گواہ شد فتح محمد گجرانی کارکن بہشتی مقبرہ موصی ۱۰۰۲۹ قادیان ۱۳/۵/۵۴۔

ق ۱۳۱۷۹ منکہ سیدہ رضیہ بیگم صاحبہ زوجہ سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن رسول پور ڈاکخانہ کوٹ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ آج بتاریخ ۴ اپریل ۱۹۵۳ء کو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے خاوند کے ذمہ گیارہ سو روپیہ مہر کا ہے۔ اور مندرجہ ذیل زیور میرے پاس ہیں۔ زیورات طلائی و نقرئی بارہ تولہ جن کی قیمت -/۲۰۰ روپیہ بنتی ہے۔ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (۲) مجھے میرے خاوند کی طرف سے دس روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد میری وفات پر ثابت ہو۔ یا اپنی زندگی میں پیدا کروں۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد سیدہ رضیہ بیگم احمدی موصیہ۔ گواہ شد سید فضل عمر کٹکی (خاوند موصیہ) خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ گواہ شد مرکز ظہیر الدین انسپکٹر بیت المال

نمبر ق ۱۳۱۸۰ منکہ نعمت اللہ غوری ولد محمد اسمٰعیل صاحب غوری قوم سلمان احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن آج تاریخ ۲۳ اگست ۱۹۵۴ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے اور نہ منقولہ صرف مجھے اس وقت بصورت ملازمت فانگی مبلغ -/۷۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے وقت جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۲۳ اگست ۱۹۵۴ء۔ العبد نعمت اللہ غوری۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر گواہ شد شیخ عبداللہ احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر

صدر ترکی کا دورہ دونوں ملکوں کی دوستی کو مزید تقویت دیگا

ترکش اخباروں کے تبصرے

مسلسل ۱۵ فروری صدر جلال بایار کے سفر پاکستان کی خبر کو ترکی کے تمام اخبارات نے نہایت نمایاں طور پر صفحہ اول پر شائع کیا۔ آج سات اخباروں نے اس موضوع پر اداریئے لکھے۔

حکمران ڈیموکریٹک پارٹی کے ترجمان "ظفر" کے چیف ایڈیٹر نے ایک اداریہ میں لکھا ہے "مسٹر غلام محمد کے دورے نے ہم پر گہرا اثر ڈالا ہے اور دل خوشکن یادیں چھوڑی ہیں"۔ اداریہ میں لکھا گیا ہے

"اگرچہ ترکی اور پاکستان کی سرحدیں نہیں ملتیں لیکن دونوں ملک ایک ہی تہذیب کو برقرار رکھنے کے لئے مشترکہ نظریات رکھتے ہیں۔ پاکستانیوں کے بارے میں ترکوں نے پرجوش جذبہ اخوت کا اظہار کیا ہے اور پاکستان میں ترکوں کا محبت اور خلوص کے ساتھ خیر مقدم کیا جاتا ہے"۔

موصوف نے آخر میں لکھا ہے۔

"ہم سب کو یقین ہے کہ مملکت ترکی کے سربراہ اپنے ساتھ ساری قوم کی محبت لے کر پاکستان جا رہے ہیں"۔

سب سے مقتدر ترک روزنامہ "جمہوریت" نے "دوست ملک کو تہنیت" کے عنوان سے ایک اداریہ لکھا ہے۔

"صدر بایار نے اپنے ایک بیان میں ترکوں اور پاکستانیوں کے تاریخی اور سیاسی رشتوں کا ذکر کیا ہے اور اپنے دورہ کو اپنی زندگی کا سب سے زیادہ مسرت انگیز واقعہ کہا ہے۔ صدر ترکی کے خیالات ساری ترک قوم کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہم نے پاکستانیوں کے اس خلوص کو ہرگز فراموش نہیں کیا جس کا مظاہرہ ترکی کی جنگ آزادی کے دوران میں انہوں نے کیا تھا"۔

پاکستان نے مغربی اقوام کے ساتھ تعاون کرنے کا جو مستحکم ارادہ ظاہر کیا ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ۔

"ہمارے دوست پاکستان نے تذبذب اور غیر یقینی حالت کی وہ پالیسی اختیار نہیں کی جو مشرق وسطی کے بعض ممالک۔ بلکہ بعض مغربی ممالک بھی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس نے تو آزاد دنیا کا ساتھ دینے کا صاف صاف اعلان کر دیا ہے۔ اگر دنیا کی تمام آزاد قومیں اس طرح کام کرتیں تو امن عالم کو استحکام حاصل ہو چکا ہوتا۔ بدقسمتی سے ہمارے درمیان بعض ایسے گروہ موجود ہیں جو رکاوٹ ڈال رہے ہیں اور اور بہت جلد مشتعل ہو جاتے ہیں"۔

آخر میں مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ۔

"یقیناً مسٹر جلال بایار کے دورہ پاکستان سے ان دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات اور زیادہ مستحکم ہو جائیں گے اور امن عالم کو تقویت حاصل ہوگی"۔

(مرسلہ محکمہ پریس انفارمیشن حکومت پاکستان)

جلسہ مصلح موعود کی روئداد (بقیہ صفحہ اول)

غرضِ بعثت کی تکمیل

مکرم مولوی صاحب نے مزید فرمایا۔ وہ محض ایک فرزند کے تولد کی بشارت نہ تھی۔ وہ دنیا میں اسلام اور غیر اسلام کی فتح و شکست کی خبر تھی وہ آپ کی تضرعات اور فتح اسلام کے جوش و ولولے اور تڑپ کا آسمانی جواب تھی۔ آپ کی غرضِ بعثت کی تکمیل کا مژدہ تھا۔ فتح و ظفر کی کلید عطا ہونے اور اسلام کے حقیقی غلبہ کی خوشخبری تھی۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی خدا تعالیٰ کی زندہ تجلی کا ایک اظہار ہے جسے ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے چلے آ رہے ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ مشاہدہ کرتے چلے جائیں گے تا آنکہ خدا کی آسمانی بادشاہت ساری دنیا پہ محیط نہ ہو جائے۔ آج کا دن اسلام کی صداقت کے اظہار کا دن ہے۔ مخالفین اسلام پر حجت کا دن ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے ازدیادِ ایمان کا دن ہے کیونکہ آج کے دن ۶۹ سال قبل اُس پیشگوئی کا اعلان ہوا کہ جو جماعت احمدیہ کے روشن مستقبل اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ آج ہم سیدنا حضرت المصلح الموعود کے ہاتھوں اسلام کی فتح و نصرت کے اُس دن کو اپنی آنکھوں سے قریب آتے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہنے اور کہتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

پیشگوئی کا مصداق

مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعہ احمدیہ نے پیشگوئی مصلح موعود کی ہمہ گیر اہمیت واضح کرنے کے بعد اس امر پر وضاحت سے روشنی ڈالی کہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی ہیں۔ آپ نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ سے ثابت کیا کہ (۱) مصلح موعود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صُلبی فرزندوں میں سے ہوگا (۲) وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے دوسرا بشیر ہوگا۔ (۳) وہ بشیر ثانی ہی نہیں ہوگا بلکہ بشیر اول جس نے فوت ہو جانا ہے کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا یعنی بشیر اول اور مصلح موعود کے درمیان اور کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ آپ نے مصلح موعود کی ان تمام علامات کو نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کرنے اور ان کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد تحریرات پیش کرنے کے بعد ثابت فرمایا کہ آسمانی نشانات آفتاب نصف النہار کی طرح اس بات پر گواہ ہیں کہ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی ہیں۔ آپ نے حدیث نبوی یتزوج و یولد لہ' سے استنباط کرتے ہوئے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی مصلح موعود کے برپا ہونے کی بشارت دی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقام اور آپ کے کارناموں پر بھی روشنی ڈالی۔ اور ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کو حضور کے وجود باجود سے وابستہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ خوش قسمت ہیں وہ انسان جنہوں نے مصلح موعود کا زمانہ پایا ہے۔ لیکن ان کا اس زمانۂ مبارک میں موجود ہونا جب ہی ان کے لئے مبارک ہو سکتا ہے۔ کہ جب ان کا قدم حضور ایدہ اللہ کے قدم کے ساتھ اٹھے۔ اور وہ آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمتِ اسلام کی خاطر جان و مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ تیار رہیں۔

ہماری ذمہ داریاں

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے اپنی مختصر لیکن جامع تقریر میں احباب جماعت کو ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ جو پیشگوئی مصلح موعود کے ظہور کے بعد احباب جماعت پر عائد ہوتی ہیں۔ اور جن کو ادا کئے بغیر وہ ان آسمانی برکات سے حصہ نہیں پا سکتے جو اس عظیم الشان پیشگوئی کے تحت ہر آن دنیا پر نازل ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ الٰہی بشارتیں اپنے ساتھ ذمہ داریاں لاتی ہیں۔ اور جس قوم یا جماعت کو جتنی بڑی بشارت دی جاتی ہے۔ اتنی ہی عظیم اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں ایک بہت بڑی بشارت دی ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے نام کو ایک دفعہ پھر دنیا میں روشن کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی بادشاہت اسی طرح ایک مرتبہ پھر قائم ہوگی۔ جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قائم ہوئی تھی۔ اس بشارت کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت المصلح الموعود کو جماعت کی قیادت سونپی ہے۔ اور آپ کو فتح و ظفر کی کلید قرار دیکر کامیابی کو ہمارے لئے مقدر کر دیا ہے۔ اب اس کامیابی و کامرانی میں حصہ دار ہونے کے لئے ہم پر لازم ہے۔ کہ ہم تربیت و تبلیغ کی ان عظیم ذمہ داریوں کو ادا کریں جو اس ضمن میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔

انعام اور نذرانہ میں فرق

دورانِ تقریر میں آپ نے اس امر پر خاص زور دیا۔ کہ ہم انعام اور نذرانہ کے فرق کو اپنے ذہنوں سے کبھی اوجھل نہ ہونے دیں۔ حضرت المصلح الموعود کے ذریعہ اسلام کی شان و شوکت دوبارہ قائم ہونے کی بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ ہم ہر آن اپنے آپ کو اس انعام کا حقدار ثابت کرتے چلے جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ارض مقدس کے وعدے کو انعام کی بجائے یہ سمجھا۔ کہ گویا انہیں خدا کی طرف سے ایک نذرانہ مل رہا ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا۔ کہ جا تو اور تیرا خدا لڑے ہم تو آرام سے بیٹھے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قوم چالیس سال تک بھٹکتی رہی۔ تب جا کر کہیں ارض مقدس کا وعدہ پورا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا ہمیں ایسی غلطی نہیں کرنے دیگا کیونکہ پیشگوئی مصلح موعود کے ساتھ ہی اس کا وعدہ ہے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ اور ہمیں ہرگز فراموش نہیں کرے گا۔ اب سوال صرف ہر شخص کی ذاتی کوشش اور مجاہدے کا ہے۔ جو شخص ہم میں سے چست اور مستعد ہو کر اپنے فرائض کو ادا کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث قرار پائے گا۔ اور جو کوتاہی اور غفلت سے کام لے گا۔ وہ خود اپنے آپ کو محروم کرے گا۔

تقریر کے آخر میں آپ نے تربیت اور تبلیغ کے اس وسیع نظام پر بھی روشنی ڈالی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود کی برکت سے قائم ہے۔ اور جو ہر آن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے احباب کو تفصیل سے اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

دیگر تقاریر

اس بابرکت اجلاس میں محمد ارشاد صاحب بشیر، محمد طفیل صاحب منیر، عطاء الرحیم صاحب اور مرزا انس احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ محمد ارشاد احمد صاحب نے اس امر پہ زور دیا کہ ایک طرف اس پیشگوئی کا آغاز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعادت آثار سے ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کا سلسلہ مستقبل میں اس زمانہ تک پھیلا ہوا ہے کہ جب ایک دفعہ پھر ساری دنیا پہ آسمانی بادشاہت قائم ہوگی۔ اس لئے روشن مستقبل کی تعمیر اور نشانوں کے پیہم تسلسل کے باعث یہ پیشگوئی ساری دنیا کیلئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ مکرم محمد طفیل صاحب منیر نے اپنی تقریر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز میں مماثلت کے جو پہلو پائے جاتے ہیں انہیں احباب کے سامنے رکھ کر آپ کا فضل عمر ہونا ثابت کیا۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے پیشگوئی کے ان دو پہلوؤں پہ روشنی ڈال کر "خدا کا سایہ اس کے سر پہ ہوگا" اور "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"۔

علاوہ ازیں عزیزم مبشر احمد نے مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کی ایک نظم بعنوان "آمد مصلح موعود" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جو انہوں نے لاہور سے ارسال فرمائی تھی۔

بعدہ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے صدارتی تقریر ارشاد فرمائی جس میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا فضل عمر ہونا ثابت فرمایا۔ اور تبلیغ اسلام کی اہمیت پہ زور دیتے ہوئے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ دنیا بھر میں اس طور پہ تبلیغ کرنا ہمارا اولین فرض ہے کہ تمام قوموں اور ملکوں پہ پوری طرح اتمام حجت ہو جائے۔ اس فریضہ کی باحسن وجوہ تکمیل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات کے ساتھ ہی وابستہ ہے چنانچہ آج دنیا کے اکثر ممالک تک جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشن قائم ہو چکے ہیں اور ان کے ذریعہ اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا ہو رہا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس ضمن میں ہم پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں انہیں پورے خلوص اور پوری محنت کے ساتھ بجا لائیں۔ بعدہ یہ بابرکت جلسہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

درخواست دعا۔ میری ہمشیرہ محترمہ فاطمہ بیگم اہلیہ چوہدری فتح دین صاحب ٹھیکیدار (کارخانہ بازار لائلپور) ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے۔ احباب التزام سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ (حنیفہ بیگم ربوہ)